Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 37, Sr.No.103, 2016 pp 07 - 18

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۷، اپریل۔جون ۲۰۱۶ء، شمارہ ۱۰۳

خانقاہی نظام کے تحت فن خطاطی کا فروغ

ڈاکٹر محمد اقبال بھٹہ☆

Abstract:

Islamic calligraphy has played a pivotal role in the Muslim Arts. A large number of manuscripts has been displayed in the Museum of the world. Though the Muslim rule in India has promoted the art of calligraphy which were designated as the Queen of Arts and even flourished under the Muslim Education System viz Zavia Madrasa and Khanqah.At the same time the number of the calligrapher followed the Chistia, Qadira, Soherverdia, Naqashbandia, Naushia are responsible for calligraphed there malfuzaat in a good manner. The article under discussion elaborates the spread of Islamic calligraphy under the Khanqahi system.

اسلام میں خطاطی کا مقام اس لحاظ سے مسلم ہے کہ قرآن مجید کی کتابت سے روحانی بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔ قلم اور علم کا تعلق قرآن پاک کی پہلی وحی سے ثابت ہوتا ہے:

''یہ پڑھ اور تیرا محترم فیاض پروردگار ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ چیز سکھائی جو وہ نہیں جانتا تھا۔''(1)

اس حکم کی تعمیل جوش وخروش سے ہوئی کہ جنگ بدر میں پڑھے لکھے قیدیوں کو اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کو لکھنا اور پڑھنا سکھائیں جبکہ باقی قیدیوں کو چار چار ہزار کی خطیر رقم ادا کرنا پڑی اس کے نتائج حیران کن مرتب ہوئے قرآن پاک عربی کی پہلی کتاب ہے جس سے قبل عربی کی کوئی کتاب نہ لکھی گئی

☆ ڈپٹی ڈائریکٹر، کابینہ ڈویژن کابینہ بلاک، اسلام آباد

تھی یہ ان پڑھ لوگوں کی زبان سمجھی جاتی تھی صرف دو سال میں دنیا کی متمول ترین زبانوں میں سے علمی زبان کا درجہ حاصل کر گئی بالخصوص خطاطی کے اعتبار سے اسے پورے عالم اسلام نے قبول کیا۔ قرآن کے احکامات کے مطابق مسلمانوں نے لکھنا پڑھنا سیکھ کر وہ تمام علوم وفنون حاصل کئے جو وہ نہیں جانتے تھے۔ قرآن سے ہی مسلمان علم تفسیر، علم لغت، صرف ونحو، جغرافیہ، فقہ قانون، عقائد، معاشرت، تجوید وقرأت جیسے علوم سے آشنا ہوئے اور ان علوم کو دیدہ زیب حالت میں کرنے کے لیے علم خطاطی کو ترقی دی گئی اور جب خطاطی نے ترقی کی تو ادب کا تقاضا تھا کہ قرآن مجید خوبصورت ہوا اسلامی خطاطی، نے عالم اسلام کو جلد سازی، قلمسازی اور صنعت روشنائی جیسے فنون سے روشناس کرایا۔ (2)

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کے علوم وفنون کا سرچشمہ صرف قرآن کریم ہی ہے اور مسلمانوں نے بھی قلم اور تحریر کے ذریعے مختلف علوم وفنون کو کمال بخشا بلکہ خود قلم کو بھی وہ فن سکھایا جسے خطاطی کہا گیا کہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ مسلمانوں سے قبل قلم اس فن سے آشنا نہ تھا اسلامی تہذیب کی بدولت جو علوم وفنون موجود ہیں ان میں خطاطی کو ایک پاکیزہ اور لطیف ترین فن شمار کیا جاتا ہے کسی بھی تہذیب نے اپنی خطاطی پر اتنی توجہ نہیں دی جتنی مسلمانوں نے (3) ایک نسل سے دوسری نسل تک علم منتقل کرنے کو سائنس آف ایجوکیشن کہتے ہیں بعض لوگ تعلیم کے مفہوم معنی پڑھنے اور پڑھانے کے عمل کو لیتے ہیں لیکن تعلیم کے وسیع تر مفہوم نہ صرف سیکھنا سکھانا بلکہ ثقافتی حوالے سے اس کے اثرات کو جاننا بہت ضروری ہے اور کسی بات کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے تقریر کے علاوہ تحریر ایک اہم ذریعہ ہے اس لیے فن خطاطی کی تعلیم مسلمانوں میں خاص اہمیت کی حامل ہے اس فن کی جلا میں اسلامی جذبہ وعقیدت مضمر ہے۔ (4)

اسلام میں تعلیم کا مقصد خدا کو جاننا اور اس کی تعریف کرنا دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس کی تعریف کرنا اگر کوئی مسوّدہ خوبصورت الفاظ کے قالب میں ڈھل کر ہمارے سامنے نہ آئے تب تک علم کا حصول ممکن نہیں اور اگر کسی علم میں دینی اور مذہبی پہلو بھی ہو تو اس کا سیکھنا اور سکھانا عبادت کی حدوں کو چھونے لگتا ہے۔ (5)

آج ہر مسلم گھرانے میں کس نہ کسی خطاط کا لکھا ہوا مطبوعہ یا غیر مطبوعہ قرآن کریم موجود ہے انہی مسلم خطاطوں نے مساجد، مزارات، خانقاہوں، درسگاہوں کو قرآنی خطاطی سے سجا کر آموزگان خطاطی کو مختلف مکاتب مہیا کئے۔ قرآنی خطاطی کی ہر طرز مبہوت کن ہے خطاط قرآن کریم کی کتابت روح کی گہرائیوں سے مقدس فریضہ سمجھ کر کرتا ہے یہاں آرٹ آرٹسٹ کی نسبت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ مولانا علم الدین سالک کے مطابق ہندوستان میں چند سو سال قبل یہ رواج پایا جاتا تھا کہ جب کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تو وہ کفارے کے طور پر قرآن مجید خود اپنے ہاتھوں سے لکھ کر یا لکھوا کر کسی بزرگ کی درگاہ پر رکھوا تا۔ لاہور میں حضرت علی ہجویری کی درگاہ پر بڑے نایاب نسخے ہوا کرتے تھے جو محکمہ اوقاف نے دریابُرد

کروا دیئے ان کے نسخوں میں فقیر خانہ میوزیم میں اعتماد الدولہ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے پارے محفوظ ہیں۔ (6) جس طرح تمام اولیائے کرام کا شجرہ طریقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔اسی طرح تمام خطاطین کا روحانی رشتہ بھی حضرت علیؓ سے ہے۔ (7) اور شاید یہ فضیلت بھی خطاط ہونے کی وجہ سے حضورﷺ نے فرمائی۔

جہاں اساتذہ مختلف علوم وفنون کی تربیت دیں اور اس کام معاوضہ پائیں اسے مدرسہ کہا گیا۔ انہی خطوط پر خانقاہ زاویہ، رباط، دارالحدیث، دارالقرآن قائم ہوئے۔ (8) خطاطی کا باقاعدہ مدرسہ اسلامی حوالے سے مدینہ منورہ میں رسول اکرمﷺ نے حضرت ابن ارقم کے گھر پر قائم کیا جہاں آپ لوگوں کو کلام اللہ پڑھایا کرتے تھے۔آپ نے بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد حضرت مصعب بن عمیرؓ اور اُم کلثوم کو مدینہ منورہ بھیجا تاکہ لوگوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیں۔وہاں مسجد نبوی میں درس قائم ہوا اور اس کام کی نوعیت کے اعتبار سے تکتیب سے لفظ کتابت یا حکمت بنا اور بعد میں اس لفظ کی اصل کو فراموش کر دیا گیا۔ (9)

رفتہ رفتہ اس لفظ یعنی مکتب کا اطلاق عام تعلیمی اداروں کے لیے بھی ہونے لگا۔انیسویں صدی میں زیادہ تر مدرسے مساجد نجی گھروں چھپروں کے نیچے لگے یا پھر لڑکے خود استاد کے گھر جمع ہو جاتے۔ (10) کچھ مثالیں ایسی بھی ہیں کہ قصبے کے کسی معزز شخص نے اپنے مکان کا ایک حصہ مدرسے کو دے دیا اہلِ صُفّہ وہ زھاد تھے جو عہدِ رسالت میں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے شمالی جانب کے پیش دالان میں رہتے تھے صوفی لفظ مادہ صوف (اون) اُونی لباس عادتاً پہن لینا صوفی بن کر خود کو متصوفانہ زندگی کے لیے وقف کر دینے کو تصوف کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

الصوفی (11) تاریخ میں پہلے پہل آٹھویں صدی کے نصف آخر میں کوفہ کے ایک شیعہ کیمیا گر جابر بن حیان جو زہد میں ایک مسلک خاص رکھتا تھا۔صوفیا کی اصطلاح مسلمان متصوفین کے لیے اسی طرح استعمال ہونے لگی جس طرح آج کل ہم صوفیہ اور تصوف کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اس درمیانی وقفے میں صوف یا سفید اُونی خرقہ جسے غیر ملکی اور عیسائی لباس سمجھا جاتا تھا جس کے استعمال پر حسن بصری کے مرید فرقد سنجی کو ملامت کی گئی یہ نمایاں طور پر راسخ العقیدہ مسلمانوں کا لباس بن گیا اب صوف وہ بھی ہے جو خوشنویس حضرات اپنی دوات میں سیاہی کو متوازن رکھنے کے لیے استعمال کرتے ہیں یہ ایک پرانے کپڑے کا ٹکڑا ہوتا ہے جو قلم کو دوات میں ڈبوتے وقت قلم پر سیاہی کا توازن برابر رکھتا ہے اس طرح صوفی کا مطلب لکھنے والا متوازن قلم سے لکھنے والا خانقاہی نظام میں کاتب اور درویش لازم وملزوم ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق:

"قلم اپنے لکھنے والے کو ظاہر کرنے میں تامل نہیں کرتا۔" (12)

اب ذرا ولی کے لفظ پر غور فرمائیے:

ولی

ولی کے لغوی معنی ہیں قریب ہونا۔ حکمرانی کرنا کسی کی حفاظت کرنا 'مربی'۔ سرپرست محسن حمایتی دوست، ولی کا لفظ اپنی اصطلاح کے طور پر استعمال ہو تو اللہ کا مقرب، خدا رسیدہ، برگزیدہ۔

خانقاہ کیا ہے؟

خانقاہ ایسی جگہ ہے جہاں راہب صوفی درویش قسم کے لوگ تارک الدنیا ہو کر عبادت کرتے ہیں اور عمومی طور پر مزار کے قریب خانقاہ بنائی جاتی اس لفظ کی اصل ''خان'' بمعنی بزرگ ''قاہ'' بظاہر گاہ اہل عرب نے اسے معرب کر کے اسے خانقاہ بنالیا۔

خانقاہ فارسی لفظ ہے جس کے معنی تربیت کے ہیں جہاں تزکیہ نفس اور صحت و اخلاق کی عملی تعلیم دی جاتی ہے۔ ''مصر میں خانقاہ کے لیے زاویہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔''(13)

وسیع معنوں میں خانقاہ سے مراد دیر، بقعہ، معبد اور زاویہ بھی ہے خانقاہ کو عربی میں رباط کہتے ہیں رباط رابطہ سے ہے مصباح اللغات میں رباط کے معنی جس سے کسی چیز کو باندھا جائے قلعہ یا وہ جگہ جہاں لشکر حفاظت سرحد کے لیے قیام کرے نیز فقرا کے مکان موقوفہ کو بھی رباط کہتے ہیں۔ خانقاہ کو انگریزی میں Monestry نیو اکسفورڈ انسائیکلو پیڈیا ڈکشنری میں خانقاہ کا مفہوم یوں بیان کیا گیا ہے: عیسائیت، بدھ مت اور ہندومت کے مذہبی لوگ اپنے آپ کو عبادت و ریاضت کے لیے جو جگہ مخصوص کر لیتے ہیں۔ ورلڈ بک انسائیکلو پیڈیا آف امیر خانہ میں Monasticism کو مذہبی ثقافتی اور سماجی عقائد و اعمال کا مجموعہ قرار دیا گیا ہے اور اس میں ایسے تجربات جو عام انسانی عقل سے ماورا ہوتے ہیں نظر آتے ہیں۔ خانقاہ دراصل ایسے آدمی کی پناہ گاہ اور رہائش گاہ ہے جو دنیا کے تمام معاملات سے الگ ہو کر اپنے آپ کو مذہب کے حوالے کر دیتا ہے اور یکسوئی کے ساتھ انسانی معاشرے سے الگ تھلگ ہو کر اپنے مذہب کو اوڑھنا بچھونا بنالیتا ہے اپنے فن کو پاکیزگی کے راستے پر لانے اور روحانی کمال حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے۔

اقلیدس کے مطابق:

خط ایک روحانی جیومیٹری ہے جو جسمانی آلے سے ظاہر ہوتی ہے۔

افلاطون کے مطابق:

قلم عقل کی بیڑیاں ہیں جس کا ارتقاء اور روح کی تمنا اس کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔(14)

جالینوس کے مطابق:

قلم خط کا طبیب ہے روح کی تدبیر کرتا ہے اور معنی صحت کا سرچشمہ ہیں۔(15)

سلطان محمود غزنوی علم و فن کی قدردانی میں اپنے معاصر حکمرانوں سے بڑھا ہوا تھا جو ہر سال علما

ءشعراء اور کاتبوں کی امداد میں کثیر رقم صرف کیا کرتا تھا اس نے غزنی میں ایک دارالعلوم قائم کیا جس میں بے شمار کتب جمع کیں۔ اس وسیع ادارے کے انصرام کے لیے طلباء اساتذہ کے لیے بیش بہا رقم وقف کی اسی زمانہ میں لاہور میں دفتر دیوانی قائم کیا گیا اور یہاں پر باقاعدہ قلم دوات میسر آنے لگا پہلے یہاں پر کاغذ کی کمی تھی اسی دور میں دریائے اٹک سے حسن ابدال تک باقاعدہ اسلامی تعلیم کے لیے دو مدرسے قائم کئے اور ایک فوجی جرنیل ساروغ ان کا منتظم مقرر ہوا۔ (16) مسعود کو مغربی اضلاع کا حاکم مقرر کیا جو علماء اور فضلا کا قدر دان تھا اس نے اپنی عہد حکومت میں مساجد و مکاتب اور مدارس قائم کئے ابراہیم غزنوی خود بڑا خطاط تھا اور ہر سال ایک قرآن کریم لکھ کر مکہ مکرمہ بھیجتا۔ (17)

ابراہیم غزنوی کا زمانہ 451ء 492ھ 1059ء سے لیکر 1099ء میں لاہور میں علمی سرگرمیاں پورے عروج پر تھیں اس دور میں ابونصر فارسی نے لاہور میں ایک خانقاہ قائم کی جو اہل علم اور دوسرے لوگوں کی جائے پناہ تھی۔ (18) پنجاب میں غزنوی قبضہ قدر مستحکم ہوا کہ اس خاندان کی حکومت پہلے غزنی سے ختم ہوئی اور بعد میں لاہور سے اس خاندان کے آخری تین بادشاہ لاہور ہی کو صدر مقام قرار دے کر یہیں مقیم رہے سلاطین غزنویہ نے جہاں ہندوستان پر حملوں کے نتیجہ میں مال کے انبوہ کثیر لگائے وہاں غزنویوں نے علم و ادب فن وثقافت کے ترویج کے لیے بے پناہ کام کئے غزنی سلطنت سے الحاق کی وجہ سے پنجاب کا لاہور اہل علم وفن کا مرکز بنا اور یہاں کے حکام کے درباروں میں علماء اور اہل فن کی کثیر تعداد نظر آنے لگی مولانا احمد علی لاہوری کے مطابق کہ اگر تمہیں پتہ چل جائے کہ لاہور میں کتنے اولیاء آسودۂ خاک ہیں تو تمہارا چلنا پھرنا رُک جائے۔ اس زمانہ میں بے شمار مسلم خاندان دوسرے ممالک سے تلاش معاش، سرکاری ملازمت یا تبلیغ وغیرہ کے سلسلہ میں لاہور آ کر آباد ہوئے، علاوہ ازیں مقامی باشندگان نے بھی اسلام قبول کرنا شروع کر دیا یہاں مسلم معاشرہ وجود میں آیا غزنی دور میں جو علماء یہاں رہائش پذیر ہوئے ان میں حضرت علی ہجویریؒ 465ھ 1036ء مرجع خلائق عام ہیں حضرت علی ہجویریؒ نے لاہور ہی میں اپنی شہرہ آفاق تصنیف کشف المحجوب تالیف کی جسے خانقاہ سے متعلقہ خوشنویس نے کتابت کیا۔

شیخ محمد اسماعیل 395ھ 1004ء میں لاہور آئے تو درس و تدریس کے سلسلے کے ساتھ انہوں نے خطاطی کی تدریس جاری رکھی (19) لاہور میں 36 اولیاء اللہ کے حالات محمد دین کلیم نے لکھے جن کی خانقاہوں سے خطاط بھی وابستہ رہے (20) لاہور میں اسلامی مملکت کے تحت علم و فضل کے چشمے یہاں پہلے ہی سے رواں تھے 582ھ 1186ء تک لاہور میں علماء کا جم غفیر موجود تھا جن میں سے کچھ علماء 588ھ 1192ء میں دہلی سدھارے اور اسلامی فتوحات کے لیے راہ ہموار کی ایک دور میں لاہور کو ایک خاص اہمیت حاصل رہی اور تمام جشن سلطنت یہیں منعقد ہوا کرتے تھے۔ اس جگہ فخر مدبر مبارک شاہ تاج الدین حسن نظامی جیسے محققین اور مؤرخین سید احمد توختہ ترمذی المتوفی 602ھ 1206ء اور شیخ یعقوب زنجانی المتوفی

604ھ 1207ء، شیخ عبدالعزیز مکی 622ھ 1255ء جیسے علما اور اصفیا مقیم تھے۔ تذکرہ علمائے ہند نزہتہ الخواطر میں ہے کہ امام صنعائی لاہور میں پیدا ہوئے اس زمانہ میں بے شمار ادیب شاعر فاضل لاہور میں موجود تھے ان میں لاہور ارباب فضل وکمال اور ارباب زہد و اتقیاء اور صوفیا اور مشائخ کا مسکن بھی تھا جہاں خوشنویسوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ سلاطین دہلی شاعروں ، ادیبوں ، مؤرخین ،مصوروں ، خطاطوں اور اولیائے کرام کے ساتھ قربت رکھتے اور اس قربت نے بادشاہوں کو بھی ولی کے درجہ پر متمکن کر دیا سلطان شمس الدین التمش کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی سے قرب تھا اور خواجہ قطب الدین بختیار کا کی نے وصیت کی کہ میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے جس کی کوئی نماز بھی قضا نہ ہوئی ہو آپ کے جنازے کے وقت یہ اعلان کرایا گیا تو دو مرتبہ اعلان کے بعد جب کوئی شخص جنازہ پڑھانے نہ آیا تو آخر سلطان شمس الدین التمش نے باہر نکل کر خود نماز جنازہ پڑھانی شروع کی اور کہا کہ آپؒ نے مجھے ظاہر کر دیا یہ بادشاہِ وقت نہ صرف ولی بلکہ ایک عمدہ خوشنویس بھی تھا اس عہد میں قادر الکلام شاعر سدید الدین محمد عوفی 603ھ 1206ء میں شہر نیشا پور کے مشہور ادیب شاعر کاتب سلطان سنجر کے دبیر منتخب الدین کی صحبت میں رہ کر ان کی تصنیف رقیۃ القلم پڑھی۔ (21) سدید الدین عوفی بھی خطاط تھے صدیوں سے ایک خطاط بیک وقت تین اوصاف کا مالک چلا آ رہا ہے۔ ان میں طبابت کتابت اور امامت ہیں التمش نے دو مدرسے معزیہ اور ناصریہ قائم کیے جن میں عربی فارسی قرآنی تعلیمات کے ساتھ ساتھ خطاطی کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ سلطان کی تقلید میں اس کے صوبائی گورنر بختیار خلجی نے رنگپورہ بہار میں مدرسہ قائم کیا شمس الدین محمد بلخی المعروف محمد الکاتب البلخی اس دربار سے وابستہ تھا، عوفی کا بیان ہے کہ یہ شخص خطاطی کے مشہور اساتذہ ابن البواب اور ابن مقلہ کا مقلد تھا (22) برصغیر میں یہ روایت جاری رہی گولکنڈہ میں سلطان محمد علی شاہ ترویج علوم میں عالی مرتبہ رکھتا تھا اس نے حیدر آباد کے وسط میں چار مینار کی عمارات اور مسجد تعمیر کی یہ بہت عظیم الشان مدرسہ تھا اس میں مصلحین اور متعلمین رہتے تھے عوفی شمس الدین محمد بلخی کے شاعرانہ کمال ذاتی اوصاف ومحاسن لطافت طبع خلق وکرم اور دولت پروری کا بڑا معترف ہے وہ لکھتا ہے وہ ایک ایسا جوان ہے جس کی نظیر چرخ پیر نے نہیں دیکھی اور چکر لگانے والے آسمان نے اس کی جامع صفات سے کسی اور کو نہیں پایا شاعری میں یہ شخص انوری کا ہم پلہ اور لاہور کے مشہور شاعر حمید الدین شالی کوب اور ادیب شرف الدین احمد ، دماوندی کی محبت سے بہرور ہوا۔ (23)

عوفی خود بھی ادیب ، نثر نگار ، قادر الکلام شاعر اس کی وعظ گوئی ، نثر نگاری سخن گوئی اور پایہ علمی کی داد دیتے ہوئے محمد بن سمرقندی جو اس کے فارسی ترجمہ الفرج بعد الشدۃ کا کاتب بھی تھا اسے وعظ الملوک والسلاطین منشی النظم والنثر ملک الکلام کے القاب سے یاد کرتا ہے اسی عہد میں ایک شاعر اور خطاط حکیم روحانی جو بہرام شاہ کا درباری شاعر تھا کا ذکر طبقات اکبری خلاصہ التواریخ اور تاریخ فرشتہ میں ہے ، یہ شخص امیر

روحانی التمش کے عہد میں ہی بخارا سے دہلی آیا اور 624ھ 1226ء میں اس کے دربار سے منسلک [24] نظام الملک ثانی قوام الدین محمد جنیدی التمش کا دور کا صاحب علم اور باکمال خطاط تھا التمش خود بھی کاتب قرآن تھا سلطان کا بیٹا محمود 664ھ 1265ء زبردست عالم اور لڑکی رضیہ سلطانہ 634ھ 1236ء قاریہ قرآن اور علماء صلحا کی قدردان تھی۔ ناصرالدین محمود 664ھ 1265ء کا ذریعہ معاش بھی خطاطی اور قرآنی کتابت تھی فرشتہ ابن بطوطہ کے حوالے سے لکھتا ہے یہ بادشاہ نہایت نیک چلن تھا قرآن شریف کتابت کر کے اس کی اجرت سے گذارا کرتا ہے۔ قاری کمال الدین نے مجھے اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن کریم دکھایا جس کا خط اچھا اور کتابت منشیانہ تھی۔ [25]

طبقات اکبری میں ہے کہ سلطان ناصرالدین محمود سال میں دو کلام مجید کتابت کرتا اور انہی کے ہدیہ سے اپنے مصارف پورے کرتا ایک مرتبہ کسی امیر نے اس خیال سے سلطان کا لکھا ہوا مصحف معمولی سے زیادہ قیمت دے کر خرید لیا۔ جب سلطان کو معلوم ہوا تو اسے ناگوار گذرا اور اس نے آئندہ سے خفیہ طور پر اپنا لکھا ہوا مصحف بازار بھیج کر وہی ہدیہ وصول کیا جو عام طور پر بازار میں دیا جاتا [26] سلطان بلبن 664ھ 686ء کو حضرت بابا فرید گنج شکر سے قرب حاصل تھا کہ اس نے اپنی بیٹی آپ سے بیاہی ہندوستان کی شہنشاہیت میں اگر کوئی بادشاہت متوازن چل رہی تھی تو وہ خانقاہی نظام تھا جس سے بادشاہِ وقت ہر وقت خائف رہتا اور اپنے تعلقات استوار رکھنے میں ہی عافیت سمجھتا۔ آج بھی سلطان الہند خواجہ معین الدین ہی کہلاتے ہیں۔ بلبن کا بیٹا ایک اچھا منتظم تھا اس کے عہد میں چنگیز خانی فتنہ سے پریشان جو مختلف شہزادے باہر سے آئے ان کی معیت میں خوارزم، دیلم، غور، یمن، موصل سمرقند، کاشغر، مرو، خطاء سے علماء فضلاء اور دوسرے اہل ہنر بھی بڑی تعداد میں ہندوستان آئے بلبن نے ان شہزادوں کو اور دیگر ارباب کمال کو علیحدہ علیحدہ محلوں میں آباد کر کے ان کی سرپرستی کی اور ان علماء سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا۔ شہزادہ محمد سلطان جسے حضرت نظام الدین اولیاء کے خلیفہ امیر خسرو کا قرب حاصل تھا ایک بلند پایہ خطاط تھا اس نے ایتمر خان کے لشکر کا مقابلہ دریائے راوی کے کنارے کیا۔ شہزادے کے لشکری ایتمر خان کے مقابلے میں دور نکل آئے۔ ظہر کے بعد بڑھتے ہوئے محمد سلطان کو ایتمر خان کے لشکریوں نے اچانک حملہ بول کر شہید کر دیا یہاں سے مغلوں نے امیر خسرو اور حسن دہلوی جو شہزادہ کے ہمرکاب تھے گرفتار کیا ضیاء الدین برنی کے مطابق دہلی میں اس نے کئی بار امیر خسرو اور امیر حسن دہلوی کو حیرت اور افسوس کے ساتھ شہزادہ محمد سلطان کی وفات پر یہ کہتے ہوئے سُنا۔

"اگر ہم لوگوں اور دوسرے اہل ہنر کی قسمت یاور ہوتی تو تمام اہل ہنر روپوں میں غرق ہو جاتے۔ امیر خسرو اپنے دیوان تحفۃ الصغر میں لکھتے ہیں کہ ان کے استاد خواجہ سعد الدین ان کو خوشنویسی سکھانے کے لیے ان کی پیٹھ پر دُرّے لگائے۔ [27] سلطان محمد کی طرح بلبن کا دوسرا بیٹا بغرا خان بھی

خطاط تھا بلبن کا پوتا معزالدین کیقباد بھی خطاط تھا حضرت نظام الدین اولیاء کی درگاہ کے کتبے مولانا شہاب الدین معمائی کے زورِ قلم کا نتیجہ ہیں اور ان کے بیٹے کمال ابنِ شہاب کی وصلی آج بھی لاہور میوزیم کی زینت ہے۔ (28) تغلق عہد کے مدارس کافی اہمیت کے حامل رہے۔ ضیاء الدین برنی کے مطابق تغلق عہد میں مساجد کے ساتھ ساتھ کتب خانوں کا قیام اور خانقاہوں میں باقاعدہ پیشہ ور خطاط موجود ہوتے۔ محمد تغلق 725ھ 132-752ھ/ 1351ء بہت بڑا خطاط زبردست عالم اور ماہرِ معاشیات تھا کئی زبانیں جانتا تھا اور عربی فارسی اور ترکی میں اعلیٰ پائے کا ادیب شاعر اور خطاط تھا بابر کی برصغیر تک کتبات میں نستعلیق پر عربیت کا اثر نفوذ تھا جو حضرت نظام الدین اولیاء کے مزار پر شہاب المعمائی کی خطاطی سے ظاہر ہوتا ہے۔

اکثر مغل حکمران یا تو خود خطاط تھے یا پھر خطاطی کے دلدادہ تھے شہزادوں کی تربیت خطاطی کے لیے اتالیق مقرر کیے جاتے اکبر اور جہانگیر صوفیاء اور مشائخ کے ہم نشیں رہے اور ان سے کوئی تعرض نہ کیا بابر سے قبل ہندوستان میں مفت تعلیم کا رواج تھا طلبہ سے کسی قسم کی فیس یا اُجرت نہیں لی جاتی اور انہیں ابتدائی تعلیم خاص اہتمام سے دی جاتی۔ چنانچہ کوئی گاؤں ایسا نہ تھا جہاں مسجد نہ ہو اور ہر مسجد کے ساتھ مکتب ہوتا تھا اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصبوں میں بھی مکتب اور مدرسے تھے اور مسجد کا امام عموماً کتابت کے علاوہ طبابت بھی کرتا پنجاب کے دیہات میں یہ رواج آج بھی ہے کہ بڑے شہروں میں سرکاری سرپرستی میں مکاتب قائم تھے جن سے ہزاروں طلباء مستفید ہوتے مساجد اور صوفیاء کرام کی خانقاہیں ملک بھر میں قائم تھیں جہاں عبادت وریاضت کے ساتھ ساتھ خطاطی اور کتب سازی پر بھی توجہ دی جاتی رہی جہاں صوفیاء کے لیے مخطوطات اور تصنیفات بڑے اہتمام سے کتابت کیے جاتے تھے اس مقصد کے لیے مصارف کے طور پر بادشاہ اور امراء جاگیریں اور تعلیمی وظائف کے طور پر بادشاہ جاری کرتے مولانا شہاب الدین ہروی 925ھ (1545ء) تک بابر کے عہد کے مشہور خطاط لاہور دہلی گئے اور حضرت نظام الدین اولیاء کے مزار کے بعض کتبات لکھے حضرت ایشان خواجہ خاوند محمود سے لے کر خواجہ محمد بن خواجہ وفائی نقشبندی کے عہد تک خاندان محمودیہ کے حالات درج ہیں آپ اعلیٰ درجہ کے مبلغ مناظر بھی تھے آپ اعلیٰ درجے کے مناظر بھی تھے آپ نے اکثر کامیاب مباحثے اور مناظرے کیے حضرت ایشان ایک عظیم خطاط بھی آپ نے سید علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش کی کشف المحجوب کو اپنے دست مبارک سے نقل کیا اور حاشیہ پر مولانا عبدالغفور لاہوری کی چیدہ چیدہ شرح کو بھی محفوظ کیا کتاب کے آخر میں آپ کے دستخط اور تاریخ یک شنبہ ربیع الثانی بوقت دوپہر 1014ء درج ہے آپ نے چند قرآن کریم بھی اپنے ہاتھ سے کتابت فرمائے آپ کے تحریر کردہ ایک قلمی قرآن شریف کی نشاندہی ہوتی ہے جو دو حصوں میں منقسم ہے یہ قلمی قرآن کریم۔۔ شاہ عبدالقدوس گنگوہی کے خاندان میں موجود تھا جو انھوں نے اپنی ایک صاحب زادی کے جہیز میں دیا۔ حضرت ایشانؒ نے 12 شعبان 1052ھ بمطابق 4 نومبر 1642ء نماز مغرب ادا کرنے کے بعد کا یہ شعر پڑھا:

الہٰی غنچہ اُمید بکشا
گل از روضہ جاوید نما

پھر عشاء سے قبل سجدہ میں سر رکھا اور جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ دوسرے ولی خطاط میاں شیر محمد شرقپوری کا حجرہ اس مزار میں موجود ہے جہاں آپ چلہ کشی کرتے رہے۔

عہدہ شاہ جہاں میں ایک مشہور شخصیت منشی مولانا منیر لاہوری ہیں جو ابوابرکات منیر لاہوری کے نام سے مشہور ہیں یہ شخص شعر وسخن میں نابغہ روز گار اور خوشنویسی میں باکمال تھا اس کا خاندان تصوف تسنن میں معروف اور فن خوشنویسی میں مشہور اور لاہور میں مقیم تھا اکبر نامہ کے مسودات ابوالفضل کی ہدایت پر آپ ہی نے تیار کیے منیر کے دو بھائی ابولفیض المتخلص فیضی اور ابوالفتح ضمیر تھے خطاطی میں ان کے شاگردوں کی کثیر تعداد لاہور میں موجود رہی۔ (29)

شہزادہ داراشکوہ ملا شاہ بدخشی کا مرید تھا جسے حضرت میاں میر سے قرب حاصل تھا اس نے اپنی تصنیف سکینتہ الاولیاء خانقاہ میاں میر میں مکمل کی۔ ایک اور شخص ملا محمد علی بن شیخ حسن السر ہندی نے مسجد وزیر خان کے کتبات کتابت کیے یہ خوشنویس بھی داراشکوہ کے مطابق حضرت میاں میرؒ کی خانقاہ سے منسلک رہا۔ (30)

اورنگ زیب 1069ھ 1118ء/ 1659ء 1707ء تک علم سے بہت شغف رکھتا تھا اس نے بے شمار مکاتب اور مدارس قائم کیے اس کے عہد میں لاہور بادشاہی مسجد سے متصل طالب علموں کی رہائش کے انتظام کے ساتھ ساتھ خطاطی سکھائے جانے کا انتظام بھی تھا اس حکمران کا وسیلہ روزگار قرآنی خطاطی تھا لاہور کے سید علی خان جواہر رقم اورنگ زیب عالمگیر کے خطاطی میں اُستاد تھے سید علی خان جواہر رقم اور ابوالفتح کامل خان کتابوں کی تیاری کے نگران بھی تھے اورنگ زیب نے اپنے ہاتھ سے قرآن کریم مکمل کر کے سات ہزار روپے کی لاگت سے اسے سجایا ایک نسخہ مکہ اور دوسرا مدینہ بھیجا۔

فن کیسا بھی ہو روح کے سانچے میں ڈھل کر نمو پاتا ہے بالخصوص خطاطی جیسا پاکیزہ فن تو روح کی گہرائی میں اُتر کر جذبات انسانی کی حس لطیف کے موتی لے کر اُبھرتا ہے کسی قوم کی طرز معاشرت میں انسانی روح کی حسِ لطیف اور مزاج کا گہرا دخل ہوتا ہے ابوریحان التوحیدی نے لکھا ہے کہ میں نے ابوجہل سے نصر الدولہ شاسنکیر کی کتابت کرتے تھے پوچھا! کہ آپ اہل جبل کے خط میں اور اہل عراق کے خط میں کس طرح فرق کریں گے تو آپ نے کہا اس طرح کسی ذی حس پر وہ فرق مخفی نہ ہے اور نہ کسی شک وشبہ کا محتاج ہو ہمارے حضرات کا خط روشن اور رونق والا ہے اور اہل جبل کا سخت ہے جب کبھی اتفاق سے کوئی حرف بلندی کے ساتھ قائم ہوا تو اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ گویا درست حروف کی لپیٹ میں کوئی خطا واقع ہوئی ہے پھر باقی حروف کی تیاری کے لیے کوئی رونق باقی نہیں رہتی۔

خطاطی کا انسانی حس لطیف کے ساتھ گہرے تعلق کا ایک اور واضح ثبوت کے طور پر التوحیدی علم الکتابت میں رقمطراز ہے کہ میں نے طالع کے کاتب علی بن جعفر کو کہتے سنا ایک خطاط کے خط کو بلند اور نیچا کرنے میں صرف اپنے ہاتھ کو بچانا سب سے زیادہ نفع مند ہے خاص کر جب یہ ثقیل ہو کیونکہ حرکات جب حروف کی شکل اختیار کریں اور حروف جب حرکات میں دفن ہوں تو خطیہ اور حروف شکلیہ اتنے ہی محفوظ رہیں گے۔ جتنے وہ حروف سے بھرے ہوں گے اور ان کے ابدان اتنے ہی بچے ہوں گے جتنی ان دونوں کی طرف نسبت ہوگی اور ان دنوں ایک دفعہ میں اپنے ہاتھ میں کوڑا لے کر اسے کئی مرتبہ اپنی سواری پر اٹھایا تو کچھ وقت کے لیے میرا خط بدل گیا اور جب اس واقعہ کو اس نے اپنے استاد ابوسلمان کے سامنے بیان کیا تو اس نے کہا ''بہت خوب''

گویا یہ وصف ہمیں ایک موسیقار کے ہاں بھی نظر آتا ہے کیونکہ گاتے وقت وہ صوتیات کو وزن کرتا ہے کبھی بھاری صوت کو ہلکی سے اور کبھی ہلکی کو بھاری سے ملاتا ہے کبھی دونوں کو ایک دوسری سے جدا کرتا ہے کبھی دونوں میں سے ایک کو دوسری پر اُٹھاتا ہے خواہ ایک ضرب کی زیادتی سے ہو یا ضرب کی کمی سے اس عمل کے دوران وہ حسِ لطیف سے گزرتا ہے اور حسِ لطیف نفس لطیف کے ساتھ اس طرح پیوست ہے کہ وہ نفس کثیف کو بہت حد تک متاثر کر دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اکثر خطاط باریش، پابند صوم وصلوٰۃ اور کسی نہ کسی روحانی سلسلہ سے وابستہ رہے کوئی چشتی ہے تو کوئی سہروردی ہے تو کوئی نقشبندی کوئی قادری ہے تو کوئی اویسی اور آج بھی یہی کیفیت ہے اگر ساری کائنات کا جائزہ لیں تو ہمیں پوری کائنات کی بنیاد سات پر ملے گی جس طرح دھنک کے سات رنگ ہیں اور سات طبق آسمان وزمین کے سات خطوط، بسم اللہ کا آغاز سات سے کائنات کی تخلیق سات دن میں تصوف کی سات منازل ان سب کا تعلق انسانی حسِ لطیف سے ہے جس طرح حس لطیف تک پہنچنے کے لیے نفسِ کثیف کو نفس لطیف میں بدلتے وقت کٹھن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے تصوف کی بھی یہی صورت حال ہے روحانی اعتبار سے اسلامی تہذیب وتمدن کا نشو ونما ایسے علاقہ میں تھا جہاں وسیع اور گھنے جنگل نام کو نہ تھے صحرا وسیع اور نیم بنجر زمینوں کے مقابل جو چیز بڑی صاف اور واضح نظر آتی ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی صناعی اور فن تعمیر میں بھی صفائی کا دخل ہے یہ ان سرزمینوں میں پھلا پھولا جو بڑے گھنے جنگلات سے ڈھکے ہوئے تھے جہاں پتوں کی باریک باریک لکیروں اور پھولوں کے حصوں میں جزیات کی نزاکت پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے جہاں آنکھ ہر پتی اور ہر پھول کا الگ الگ نظارہ کرتی ہے لیکن پورے درخت کو بہت کم دیکھتی ہے اور سارے جنگل کو تو کبھی بھی نہیں دیکھتی اس لیے ہندو آرائشوں کی باریکیوں پر جان دیتے ہیں لیکن بالکل صاف اور واضح تصویری سائے پیدا کرنے کے شوقین نہیں ہیں اس میں شک نہیں کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی عمارتیں بھی آرائش سے محروم نہیں لیکن ہندو اور مسلمانوں کی آرائش میں بڑا فرق ہے ہندو تفصیلات میں

پھول پتوں کی باریکیاں پیدا کرتے ہیں لیکن مسلمان اپنی عمارتوں کو رنگ و خط، ابھروں نقاشی اور کاشی کاری اور خطاطی سے آراستہ کرتے ہیں اور کسی حالت میں بھی اعتدال ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تمام روحانی سلسلے اور تمام خطاطوں کا سلسلہ حضرت علیؓ جا ملتا ہے۔

لاہور کے معروف خطاطین حافظ محمد یوسف سدیدیؔ کی بیعت حضرت حافظ سدید الدین معظمیؒ، معظم آباد شریف، صوفی عبدالرشید لاہوری نے میاں شیر محمدؒ سے لفظ سبحان اللہ کی اصلاح لی، سید انور حسین نفیس رقم نے برصغیر کے روحانی پیشوا عبدالقادر رائے پوری کے دست حق پرست پر بیعت کی محمد شفیع انور سیالوی خواجہ قمر الدین سیالوی اور راقم خود خواجہ حمید الدین سیالوی کا مرید ہے صرف خورشید عالم گوہر قلم پیر کرم شاہ صاحب کی وجہ سے خطاط اعلیٰ ہوئے صوفی خورشید عالم مخمور سدیدیؔ بھی حافظ محمد یوسف سدیدی کے پیر بھائی تھے ان کی خطاطی مزار حضرت خواجہ معظم دین معظم آباد میں دیکھی جا سکتی ہے۔ شیخ فضل الرحمٰن مولانا اشرف علی تھانوی کے پاس دو سال رہے۔ حافظ بہار مصطفیٰ سدیدیؔ ابن محمد یوسف سدیدی کی خطاطی بھی مزار شریف حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ پر دیکھی جا سکتی ہے۔ اس طرح ہر اعلیٰ خطاط کسی نہ کسی روحانی سلسلہ سے وابستہ رہا۔ مختلف گدی نشینوں کے پاس خطاط عمومی طور پر ان کے ملفوظات کو قلمبند کرتے رہتے جن میں سے بعض آج بھی دنیا کے عجائب خانوں اور لائبریریوں میں موجود ہیں اور خطاطی کا بے بہا سرمایہ ہیں۔

حوالے

1۔ قرآن کریم سورۃ القلم آیت 1 تا 5۔

2۔ محمد حمید اللہ: زبان اور اللہ کا کلام؛ اورنٹیل کالج میگزین خصوصی شمارہ جشن صد سالہ اورنٹیل کالج جلد 48 عدد 1، 2 شمار 188 تا 189، مدیر ڈاکٹر عبادت بریلوی۔ ص 28

3۔ عبدالقیوم تدریس نسخ: اُردو بازار لاہور 1961ء ص 8

4. Annemarie Schimmel: Islamic Culture and Calligraphly; London, 1990, p-3

5. Mortin Lings: The Quranic Art of Calligraphy and illustration westham; 1976, p-15

6۔ عابد نظامی (لاہور میں قرآنی نوادرات اور سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد دوم شمارہ 5 جلد 13 نومبر 1969ء ص 883

7. Annemarie Schimmel Op. Cit. p-4

8. Michael Hamilton Burgoyne, Mumluk Jerusalam: An Architectural study; British School of Archaeology in Jeruslem, World of Islam festival Trust Paris, 1987, pp.55-56.

9۔ ڈاکٹر احمد شلبی: مترجم ادریس صدیقی۔ مسلمانوں کا نظام تعلیم؛ اُردو اکیڈیمی 1985 ص 31
10۔ سید نور اللہ اور جے پی نائک: مترجم مسعود الحق۔ تاریخ تعلیم ہند؛ ترقی اُردو بیورونئی دہلی 1982ء
11۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ۔تصوف ص814
12۔ ابوریحان التوحیدی المتوفی۔علم الکتابت مترجم ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کتاب خانہ نورس اُردو بازار، لاہور ص23
13۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد23، ص32
14۔ ابوریحان التوحیدی المتوفی۔علم الکتابت مترجم ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کتاب خانہ نورس اُردو بازار لاہور ص21
15۔ ایضاً، ص26
16۔ ڈاکٹر محمد اقبال بھٹہ: خطاطی کے فروغ میں لاہور کا حصہ؛ مقالہ پی ایچ ڈی 1998ء ص 124
17۔ ابوالقاسم فرشتہ ''تاریخ فرشتہ'' جلد اوّل مترجم عبدالحئی خواجہ اشاعت دوم شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور 1974ء ص۔24۔
18۔ ڈاکٹر محمد اقبال بھٹہ: خطاطی کے فروغ میں لاہور کا حصہ؛ ص125
19۔ اعجاز راہی: تاریخ خطاطی؛ ادارہ ثقافت پاکستان اسلام آباد 1986ء ص13
20۔ صباح الدین عبدالرحمٰن ''بزم مملوکیہ'' مطبع اعظم گڑھ 1954ء ص29
21۔ ڈاکٹر محمد اقبال بھٹہ: خطاطی کے فروغ میں لاہور کا حصہ؛
22۔ صباح الدین عبدالرحمٰن جامی ''بزم مملوکیہ'' ادارہ معارف اعظم گڑھ انڈیا ص38
23۔ سدید الدین عوفی ''لباب اللباب'' ورق28
24۔ صباح الدین عبدالرحمٰن جامی ''بزم مملوکیہ'' محولہ بالا-24
25۔ تاریخ فرشتہ محولہ بالا ص48
26۔ میجر ریورٹی ''طبقات اکبری'' انگریزی ترجمہ ص۔21
27۔ صباح الدین عبدالرحمٰن ''بزم مملوکیہ'' محولہ بالا۔45
28۔ مخطوطات گیلری لاہور عجائب گھر لاہور
29۔ ڈاکٹر محمد اقبال بھٹہ: خطاطی کے فروغ میں لاہور کا حصہ؛ محولہ بالا
30۔ ''داراشکوہ ترجمہ مقبول بیگ بدخشانی سکینۃ الاولیا'' پیکجز لمیٹڈ لاہور۔ص۔28

❁.....❁.....❁